ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت سیرت رسولؐ

وقت 5-7 منٹ

آنحضرتؐ کی مقبول دعاؤں کے کرشمے

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ (النمل:63)

یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات

معزز سامعین! آج مجھے آپ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعاؤں کے کرشمے حصہ دوم بیان کرنا ہے۔ پہلے حصہ میں مختلف شخصیات اور صحابہ سے انفرادی دعاؤں کی مقبولیت کے واقعات بیان کئے تھے۔ آج اجتماعی طور پر قبولیت دعا کے چند واقعات آپ کے سامنے رکھنے جا رہا ہوں۔

ایک دفعہ آپؐ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی صحنِ کعبہ میں مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ان سرداروں کے مشورہ سے ایک بدبخت، عقبہ بن معیط نے اونٹنی کی گند بھری بچہ دانی اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں پر رکھ دی جب آپؐ سجدہ کو رہے تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں پڑے رہے اور بوجھ کی وجہ سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ بالآخر آپؐ کی لختِ جگر حضرت فاطمہ تشریف لائیں اور پُشت سے غلاظت کا بوجھ ہٹایا۔ دشمنوں کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریاد کی: ”اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ“ یعنی اے اللہ! ان قریش کو تو خود سنبھال۔ یہ دعا بھی قبول ہوئی اور خدائی گرفت ان دشمنانِ رسولؐ پر بدر کے دن آئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ عبرتناک انجام بچشم خود دیکھا کہ میدانِ بدر میں ان کی لاشیں اس حال میں پڑی تھیں کہ تمازتِ آفتاب سے ان کے حلیے بگڑ چکے تھے۔ یہ تھا دشمنانِ رسولؐ کا عبرتناک انجام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں ظاہر ہوا۔

(بخاری کتاب الجهاد باب الدعاء علی المشرکین بالھزیمۃ)

سامعین! کسریٰ شاہِ ایران کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغی خط لکھا تو اُس نے وہ خط پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ آپؐ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے دعا کی کہ ”اے اللہ! اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔“

(بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبیؐ الی کسریٰ)

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کی عظیم الشان سلطنت کے بارہ میں یہ دعا کس حیرت انگیز طور پر قبول ہوئی کہ چند سالوں میں سلطنت کسریٰ کے ایوان میں ایسا انتشار اور تزلزل برپا ہوا کہ شاہانِ کسریٰ اندرونی خلفشار کا شکار ہو کر ہلاک ہوئے اور یہ سلطنت رفتہ رفتہ نابود ہو کر رہ گئی۔

ایک معاند، حکم بن ابی العاص، سر کی جنبش اور آنکھ کے اشاروں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا: ''خدا کرے اسی طرح ہو جاؤ''۔ اس شخص پر ایسا رعشہ طاری ہوا جو آخری سانس تک رہا اور وہ اس حال میں مرا کہ آنکھوں کو حرکت کرتے دیکھا گیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 46)

پیارے بھائیو! آئیں اب غزوات میں کامیابی کے لیے کی گئی دعاؤں کا احاطہ کر لیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تمام تر فتوحات بھی دراصل آپؐ کی دعاؤں کی ہی مرہون منت تھیں۔ ہر مشکل مرحلے پر آپؐ نصرت الٰہی طلب کرتے۔ دعا ہی آپؐ کی زندگی اور اللہ کی جملہ مہمات دینیہ کی ایک کلید تھی اور یہ کلید ہمیشہ آپؐ کے لئے فتوحات کے دروازے کھولتی ہوئی نظر آئی۔ سب سے پہلے جنگ بدر میں فتح کے لیے دعا کا تزکرہ کر لیتے ہیں۔ بدر کی فتح 313 نہتے مسلمانوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن بے قرار دعاؤں کی فتح تھی جو بدر کی جھونپڑی میں نہایت عاجزی اور اضطراب سے مانگی گئیں۔ آپؐ نے اُس دن خدا تعالیٰ کی توحید کا واسطہ دے کر کہا کہ ''اے مولیٰ! آج تو نے اس چھوٹی سی موحّد جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری عبادت کون کرے گا''

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

بدر کے جھونپڑے میں کی جانے والی یہ دعا ہی تھی کہ بارگاہ الوہیت میں جب مقبول ہوئی تو اس نے کنکروں کی ایک مٹھی کو طوفان میں بدل کے رکھ دیا اور 313 نہتے مسلمانوں کو مشرکین کے ایک 1000 مسلح لشکرِ جرار پر فتح عطا فرمائی۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''بدر کے موقع پر حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات دعا کرتے رہے''۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ''ہم نے خدا کے سچے واسطے دے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دعا کرنے والا کوئی نہیں سنا، آپؐ نے بدر میں بڑے الحاح کے ساتھ یہ دعا کر کے جب سر اٹھایا تو آپؐ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا، آپؐ نے فرمایا: 'آج شام دشمن قوم کے لوگ جس جگہ ہلاک ہو کر گریں گے ان جگہوں کو مَیں دیکھ رہا ہوں۔''۔ (مجمع الزوائد للهیثمی جلد 6 صفحہ 82) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سامعین! غزوہ احزاب کی فتح بھی دراصل دعاؤں ہی کا نتیجہ تھی۔ جب مدینہ کی چھوٹی سی بستی پر چاروں طرف سے ہزاروں کی تعداد میں مسلح لشکر چڑھ آئے اور محصور مسلمان سخت سردی کے ایام میں ناکافی غذائی ضروریات کے باعث سخت پریشان تھے، مسلمانوں کی زندگی پر ہولناک ابتلا تھا جس کا نقشہ قرآن شریف نے یوں کھینچا ہے: اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا (الاحزاب: 12،11) (ہاں! اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارے مخالف تمہاری اوپر کی طرف سے بھی (یعنی پہاڑی کی طرف سے بھی) اور نیچے کی طرف سے بھی (یعنی نشیب کی طرف سے بھی) آ گئے تھے اور جب کہ آنکھیں گھبرا کر ٹیڑھی ہو گئی تھیں اور دل دھڑکتے ہوئے حلق تک آ گئے تھے اور تم اللہ کے متعلق مختلف شکوک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وقت مومن ایک (بڑے) ابتلا میں ڈال دیئے گئے تھے اور سخت ہلا دیئے گئے تھے۔

ان نازک حالات میں آپؐ اپنے مولیٰ پر کمال یقین اور توکل کے ساتھ ان دعاؤں میں مصروف تھے: اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْھُمْ، یعنی اے مولیٰ! اپنی پاک کتاب کو نازل کرنے والے اور جلد حساب لینے والے! عرب کے ان تمام لشکروں کو پسپا کر دے، ان کو شکست فاش دے اور ہلا کر رکھ دے۔ اس دعا کے نتیجہ میں اچانک ایک خوفناک اور تیز آندھی نمودار ہوئی جس نے عربوں کی آگیں بجھا دیں۔ وہ محاصرہ چھوڑ کر سخت افراتری کے عالَم میں بھاگے اور ایسے بھاگے کہ سر پیر کا ہوش نہ رہا۔ لشکرِ کفار کا سردار ابوسفیان اپنے اونٹ کا گھٹنا تک کھولنا بھول گیا اور بندھے ہوئے اونٹ پر سوار ہو کر اُسے بھگانا چاہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر دعاؤں کی قبولیت کے معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے بے اختیار یہ کہہ اٹھے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَعَزَّ جُنْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ غَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ یعنی اس خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنے گروہ کو عزت دی، اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور خود ہی تمام لشکروں پر غالب آیا، سب کچھ وہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

غزوہ خندق میں دعاؤں کے طفیل فتوحات کے تزکرے کے بعد غزوہ خیبر کے معرکہ کا ذکر کردوں جو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ہی ثمرہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ ”صبح آپؐ اس شخص کو لشکرِ اسلامی کا علَم عطا کریں گے جس کے ہاتھ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دینے والا ہے“۔ دوسری صبح آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر علَمِ اسلام عطا کیا۔ ان کی دُکھتی آنکھیں بھی آپؐ کی دعا کے فوری اثر سے شفایاب ہوئیں، آپؐ نے دعاؤں کے ساتھ حضرت علیؓ کو رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ہاتھ پر خیبر فتح فرمایا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

غزوہ خیبر میں قبولیتِ دعا کا ایک اور کرشمہ سنیے۔ حضرت یزید بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ ”مَیں نے سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم کا نشان دیکھا۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟“ انہوں نے بتایا کہ خیبر کے دن مجھے یہ زخم آیا تھا جو اتنا بڑا تھا کہ لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہو گیا ہے۔ چنانچہ مجھے اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؐ (نے دعا کرکے) تین پھونکیں مجھ پر ماریں، جس سے زخم اچھا ہو گیا اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی زخم آیا ہی نہیں (صرف نشان باقی رہ گیا)۔ مجھے اس کے بعد کبھی بھی اس کی تکلیف نہیں ہوئی۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر)

سامعین! فتح مکہ کے لیے دعا کا ذکر کریں تو پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دل سے چاہتے تھے کہ معاہدہ شکن دشمن پر اچانک چڑھائی کریں کہ اُسے کانوں کان خبر نہ ہو اور نتیجۃً دشمن جانی نقصان سے بھی بچ جائے۔ اس مقصد کے لئے دیگر تدابیر کے علاوہ آپؐ اپنے مولیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ گئے، عرض کیا: ”اے اللہ! قریش کے جاسوس ہم سے روک رکھنا اور ہماری خبریں ان تک نہ پہنچنے پائیں۔“

(السیرۃ الحلبیہ، جلد 3 صفحہ 74 بیروت)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت رازداری کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ اہل مکہ کے سر پر آپہنچے کہ ابوسفیان کو بھی یقین نہ آتا تھا کہ مسلمان اتنے بڑے لشکر کے ساتھ اتنی تیزی سے مکہ پر چڑھ آئے ہیں۔ اسے ایسی سرپرائز ملی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کا موقع نہ پاسکا اور مکہ بغیر کسی کشت وخون کے فتح ہو گیا۔

مختلف غزوات میں قدم قدم پر جو مشکلات آپؐ یا صحابہؓ کو پیش آتیں، آپؐ اُسی وقت خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہو کر ان کا ازالہ کرتے۔ ایک جنگ میں زادِ راہ اور راشن کی بہت قلت ہو گئی، صحابہؓ نے اپنے سواری کے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ کے دل میں دعا کا جوش پیدا ہوا، آپؐ نے اعلان کروایا کہ جو بچی کُچی زادِ راہ کسی کے پاس ہے وہ اکٹھی کی جائے۔ آپؐ نے اس پر برکت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہی راشن اتنا بڑھ گیا کہ قافلہ کے سب لوگ اپنے اپنے برتن بھر بھر کر لے گئے۔

(بخاری کتاب الجہاد باب حمل الزاد فی الغزو)

ایک جنگ میں مسلمانوں کو سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا، پانی میسر نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے دعا کی، ”اچانک ایک بادل اٹھا اور اتنا برسا کہ مسلمانوں کی ضرورت پوری ہو گئی اور پھر وہ بادل چھٹ گئے۔“

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 457)

سامعین کرام! قبولیتِ دعا کا ایک متبرک اور ازدیادِ ایمان کا اہم حصہ یہ ہے کہ خدا کا نبی دعا کے مقبول ہو جانے کی پیشگی اطلاع دے دے چنانچہ تاریخ اسلام اِس حوالہ سے بھی گواہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے علم پا کر دعا کی قبولیت کی اسی وقت اطلاع دینے کا ایک واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے تعلق رکھتا ہے، جو ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ آپ نے مکہ سے ہجرت کر لی تھی۔ حجۃُ الوداع کے موقع پر مکے میں بیمار ہوئے تو فکر لاحق ہوئی کہ اگر مکہ میں وفات ہوئی تو انجام کے لحاظ سے ہجرت کا ثواب ضائع نہ ہو جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنے اس خدشہ کے ساتھ دعا کی خصوصی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ ”حضور! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس جگہ وفات نہ دے جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں“۔ اس وقت ان کی حالت ایسی نازک تھی کہ انہوں نے اپنے مال وغیرہ کے بارے میں آخری وصیت بھی کر دی تھی مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: ”اے اللہ! میرے صحابہؓ کی ہجرت ان کے لیے جاری

کر دے"۔ پھر حضرت سعدؓ کو اس دعا کی قبولیت کی بشارت بھی دے دی اور فرمایا: "اے سعد! اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی عمر عطا کرے گا اور بہت سے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے اور کئی لوگ نقصان اٹھائیں گے"۔ (بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک ورثۃ اغنیاء خیر)۔ چنانچہ حضرت سعدؓ کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفاء عطا فرمائی۔ آپ ان دس صحابہ میں سے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ سن 55 ہجری میں بعمر ستر سال آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے ایران جیسی عظیم الشان مملکت کی فتح کی بنیاد رکھوائی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ زیر لفظ سعد)

اِسی طرح ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس وقت کم سن بچے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی کا لوٹا بھر کے رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا کہ "یہ پانی کس نے رکھا ہے؟" عرض کیا گیا کہ عبد اللہ بن عباسؓ نے۔ آپؐ کے دل میں اس بچہ کے لئے تشکر کا ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ آپؐ نے اُسے محبت سے اپنے ساتھ چمٹا لیا اور دعا کی کہ "اے اللہ! اس بچہ کو دین کی سمجھ عطا کرنا۔ اے اللہ! اس بچہ کو کتاب اور حکمت کا علم عطا فرما"۔

(بخاری کتاب الوضوء باب وضع الماء عند الخلاء)

یہ دعا بھی پایہ قبولیت کو پہنچی اور حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ امت کے عظیم الشان اور زبردست فقیہ اور عالِم ٹھہرے اور "حِبْرُ الْاُمَّۃُ" یعنی امت کے متبحر عالِم کے طور پر مشہور ہوئے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی حضرت جریرؓ بن عبد اللہؓ کو ذوالخلصہ کا معبد منہدم کرنے کے لیے بھجوایا۔ یہ معبد "بیت ُاللہ" کے مقابل پر "کعبہ یمانی" کے نام سے تعمیر کیا گیا تھا۔ حضرت جریرؓ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! مَیں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا کی کہ: "اے اللہ! اس کو مضبوط اور ثابت قدم کر دے اور اسے ہدایت دینے والا بنا دے"۔ حضرت جریرؓ بیان کرتے تھے کہ اس دعا کا ایسا اثر ہوا کہ اس کے بعد مَیں کبھی گھوڑے سے گرا نہیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذی الخلصہ)

سامعین! حضرت ابوہریرہؓ نے یمن سے آکر 7 ہجری میں اسلام قبول کیا۔ انہوں نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ "میں آپؐ سے جو باتیں سنتا ہوں، بھول جاتا ہوں۔ میرے لئے دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: "ابوہریرہ! چادر پھیلاؤ"۔ ابوہریرہؓ نے چادر پھیلائی، آپؐ نے دعا کی اور پھر وہ چادر ابوہریرہؓ کو اوڑھا دی۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی کوئی حدیث نہیں بھولی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے کے باوجود حضرت ابوہریرہؓ کی روایات ابتدائی دور کے صحابہ سے بھی زیادہ ہیں۔

بے لوث خدمت کے نتیجہ میں دعا کا ایک اور واقعہ ابو ایوب انصاریؓ کا ہے۔ غزوہ خیبر سے واپسی پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سردار حُییّ بن اخطب کی بیٹی صفیہؓ سے شادی کی، حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ذہن میں جذبہ عشق و حفاظتِ رسولؐ کے خیال سے کچھ اندیشے اور وسوسے پیدا ہوئے اور آپ ساری رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ عروسی کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر پوچھا تو دل کا حال عرض کیا کہ آپؐ کی حفاظت کے لیے از خود ساری رات پہرہ پر کھڑا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا کی کہ: "اے اللہ! ابو ایوبؓ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھنا جس طرح رات بھر یہ میری حفاظت پر مستعد رہے"۔ یہ دعا بھی اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بہت لمبی عمر پائی اور قسطنطنیہ میں آپؓ کا مزار آج بھی محفوظ ہے اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 44 مطبوعہ بیروت)

سامعین! آخر پر حضرت سعدؓ کے مستجابُ الدعوات ہونے کے لیے دعا کا ذکر کر دیتا ہوں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی سعدؓ کے لئے دعا کی تھی کہ: "اے اللہ! سعد کی دعائیں قبول کرنا"۔ اس دعا نے حضرت سعدؓ کو مستجابُ الدعوات بزرگ بنا دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں آپؓ کوفے کے گورنر تھے۔ ایک شخص، ابوسعدہ، نے آپؓ پر بے انصافی اور خیانت کا الزام لگایا۔ حضرت سعدؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے دعا کی کہ: "اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کو لمبی عمر اور

دائمی غربت دے، اس کی بینائی چھین لے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنادے"۔ اس شخص کو حضرت سعدؓ کی یہ دعا ایسے لگی کہ آخری عمر میں اندھا اور فقیر ہو کر مارا مارا پھرتا تھا اور گلیوں میں بچے بھی اسے چھیڑتے تھے۔ چنانچہ جب تک حضرت سعدؓ زندہ رہے، ان کے دعائیہ نشان کی وجہ سے لوگ ان کی بد دعا سے ڈرتے تھے اور ان سے دعائے خیر کی تمنا رکھتے تھے۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی جز ثانی صفحہ 165 بیروت)

سامعین! حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روحانی خلفاء کے حق میں اس طرح دعا کی کہ:"اے اللہ! میرے ان خلفاء کے ساتھ خاص رحم اور فضل کا سلوک فرمانا جو میرے زمانے کے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور سنت لوگوں تک پہنچائیں گے، خود بھی اس پر عمل کریں گے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیں گے۔"

(جامع الصغیر للسیوطی جز 1 صفحہ 60 بیروت)

اور آج اسی دعا کے نظارے ہم اپنی جماعت آئے دن دیکھتے ہیں۔ اِسی دعا کی بدولت ہم دن دونی رات چونی ترقیات کی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں ان کی اُمّ (یعنی اصل یا جڑ) کیا ہے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ ان کی اُمّ، اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) ہے۔ کوئی انسان بدی سے بچ نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 333)

پھر فرمایا:

"نشان کی جڑ دعا ہی ہے۔ یہ اسمِ اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور ضرور ہے اور ضرور ہے کہ پہلے ابتہال اور اضطراب کی حالت پیدا ہو۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 202)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(اس تقریر کی تیاری میں مکرم چوہدری ناز احمد ناصر صاحب آف لندن کی بھجوائی ہوئی ایک تحریر سے استفادہ کیا گیا ہے جو آپ نے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی کتاب اُسوہ انسانِ کامل سے تیار کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)

✡✡✡✡